طائفۃ المنصورہ دولۃ الخلافۃ الاسلامیہ ہے ، اسی کی بیعت کرنا واجب ہے اسی سے لزوم رکھنا فرض ہے۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

برادر سمیر خان آپ کے سوال کے جواب میں عرض کئے دیتا ہوں کہ سب سے بڑی غلط فہمی صاحب مضمون کو یہ ہے کہ وہ اس بات کا دعوی کررہے ہیں کہ خلیفۃ المسلمین ابوبکر بغدادی حفظہ اللہ نے اپنی خلافت عظمیٰ کا اعلان نہیں کیا ہے ، تو اس بارے میں صاحب مضمون قطعی غلطی پر ہیں ان کو یہ تک معلوم نہیں ہے کہ ابوبکر بغدادی حفظہ اللہ کی بیعت خلافت عظمیٰ کے طور پر لی گئی ہے۔ اور صاحب مضمون اس بات سے بھی غافل ہے کہ جب امیرالمومنین ابوبکر بغدادی حفظہ اللہ نے موصل کی جامع مسجد میں اپنا عظیم خطبہ خلافت دیا تھا تو اس میں مسلمانوں سے یہ کہا گیا تھا کہ وہ خلافت کی طرف ہجرت کریں۔ صاحب مضمون اس حقیقت سے غافل ہے۔ صاحب مضمون نے لکھا ہے کہ خلافت کے نام پر تحریکوں کو راستہ بند مت کریں تو صاحب مضمون اسلام کی اصل روح تک سے واقف نہیں ہے، اس کو معلوم تک نہیں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بارے میں کیا احکامات ہیں۔ وہ خلافت کے مقابلے پر تنظیم پرستی حزبیت اور گروہیت کے قائل اور اس کا شکار نظر آتے ہیں۔ صاحب مضمون اگر اس قبیح فعل کی قباحت سے آگاہ ہوتے تو ہرگز ایسی

بات نہ کرتے جو انہوں نے اپنے مضمون میں کی ہے ۔ ہمیں تو حیرانی اس بات پر ہے کہ صاحب مضمون بھی القاعدہ جدیدہ کی طرح گروہیت تنظیمیت اور حزبیت کے قائل نظر آرہے ہیں اور القاعدہ جدیدہ کے اس خودساختہ فلسلفے پر اس قدر مطمئن اور خوش وخرم ہیں کہ چلو جان چھوٹی اگر القاعدہ جدیدہ حزبیت اور گروہیت اور تنظیمیت کا یہ نظریہ پیش نہ کرتی تو ہمیں بھی بھی خلیفہ کی اطاعت کرنی پڑتی اس کے احکامات کو ماننا پڑتا ، اس کی بیعت کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالنا پڑتا ، لیکن قربان جائیے القاعدہ جدیدہ کے جدید نظریے پر جس نے مسلمانوں کو اجتماعیت سے نکال کر تنظیمیت ، گروہیت ، حزبیت کے راستے پر ڈال دیا ہے، اور ایک خلیفہ کی اطاعت اور سماعت سے آزاد کردیا ہے، اگر موصوف کے اس نظریہ کو مان لیا جائے تو دین اسلام سے اجتماعیت کے لفظ کو مٹانا پڑجائے گا اور حزبیت اور گروہیت اور تنظیمیت پر ایمان رکھتے ہوئے دین اسلام میں مسلمانوں کی گردنوں پر لاکھوں تنظیموں اور ان کے لاکھوں امیروں کا بوجھ ڈال کر چوں چوں کا مربہ بناکر آرام سے فارغ ہوجانا پڑے گا، آئیے دیکھتے ہیں کہ القاعدہ جدیدہ کے نظریہ حزبیت ، گروہیت اور تنظیمیت کی قرآن وسنت کس قدر مذمت کرتے ہیں :

شریعت ایک مسلمان کو اجتماعیت کے سلسلے میں سب سے پہلا فریضہ یہ بیان کرتی ہے کہ :

((الاعتصام بحبل اﷲ جمیعا)) یعنی اﷲ کی رسی کو سب نے مل کر پکڑنا ہے۔

اب اگر صاحب مضمون کے نظریہ حزبیت ، گروہیت ، تنظیمیت کو مان لیا جائے تو اعتصام بحبل اللہ جمیعا کی کیفیت تو ختم ہی ہوجاتی ہے۔ سب مسلمانوں کے ایک رسی کو پکڑ کر متحد ہونے کا نظریہ اس سازش کے

بھینٹ چڑھ جاتا ہے جو القاعدہ جدیدہ کی کوکھ سے جنم لے رہا ہے۔
اسلام تو مسلمانوں کو اس بات کی طرف تحریض دلاتا ہے کہ ایک امام یعنی امام واحد کی بیعت سے وفا کرنا ہے جو کہ امت مسلمہ کی قیادت کتاب اللہ کے ذریعے کرے اور مسلمانوں کا واحد امام ہو اور خلیفہ ہو، دین اسلام نے تو کسی بھی صورت میں حزبیت ، گروہیت ، تنظیمیت کو اختیار کرنے کا حکم ہی نہیں صادر فرمایا۔ کتاب وسنت کے انمول ذخائر امت کی اجتماعیت کے بارے میں بھرے پڑے ہیں آئیے ہم آپ کو کتاب اللہ میں وارد ہونے والے چند موتیوں سے آشنا کراتے ہیں : اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

((وَ اِنَّ ہٰذِہٖۤ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّ اَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ(۵۲) فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَہُمْ بَیْنَہُمْ زُبُرًا کُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْہِمْ فَرِحُوْنَ(۵۳) فَذَرْہُمْ فِیْ غَمْرَتِہِمْ حَتّٰی حِیْنٍ(۵۴) اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّہُمْ بِہٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ(۵۵) نُسَارِعُ لَہُمْ فِی الْخَیْرٰتِ بَل لَّا یَشْعُرُوْنَ))[المؤمنون : ۵۲'۵۱]

بیشک تمہاری یہ امت حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ ہی سے ڈرو ، تو پھر آپس میں اپنے امر کو متفرق کرکے جدا جدا کردیا جو چیز جس فرقہ کے پاس ہے وہ اسی سے خوش ہورہا ہے،آپ ان کو ایک مدت تک ان کی غفلت ہی میں پڑے رہنے دیں کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں ان کو مال اور بیٹوں سے نوازتے ہیں(تو اس سے)ان کی بھلائی میں جلدی کررہے ہیں(نہیں)بلکہ یہ شعور ہی نہیں رکھتے ۔

اور فرمایا:

((اِنَّ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ یَہْدِیْ لِلَّتِیْ ہِیَ اَقْوَمُ))[الاسراء : ۹]

یہ قرآن وہی رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔

اب قرآن کے واضح اور روشن بیان کو چھوڑ کر اقوال الرجال کو حجت بنانا کہاں کی دانشمندی ہے اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ یہ امت وحدت کی ایک لڑی میں جڑی رہے باہم متفرق نہ ہو ، اپنے امر اجتماعیت کو جدا جدا حزبیت ، گروہیت اور تنظیمیت میں نہ تبدیل کردے ، اور ہر گروہ اور ہر تنظیم اس چیز پر راضی اور مگن رہے جو اس کے پاس ہے جیسا کہ القاعدہ جدیدہ کے مزعومہ خیال کے مطابق ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ کردیا تھا کہ :

((یــــدااللّٰــــہ علی الجمـــاعـــــــۃ))

اﷲکا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔اور اﷲہی کا ہادی ونصیر ہونا کافی ہے۔

اب جہاں اجتماعیت نہیں ہے وہاں پر اللہ کا ہاتھ نہیں ہے ، جب کہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور سے امت اسلام کو ایک روشن طریقہ بیان کردیا کہ اس امت کی اجتماعیت واجب ہے اور اس اجتماعیت کو قائم کرنے کا امر ہے اور یہ بات تو ایک ادنیٰ سے طالب علم سے بھی مخفی نہیں ہے کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے یعنی جب کسی بات کا حکم دیا جائے تو اس بات پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔

اﷲ تعالیٰ فرماتا ہے:

{وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اﷲِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا وَ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اﷲِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَ کُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ

مِّنْہَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اﷲُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَہْتَدُوْنَ(۱۰۳) وَ لْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۱۰۴) وَ لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآئَہُمُ الْبَیِّنٰتُ وَ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ}[آل عمران :۱۰۲،۱۰۵]

اور تم سب مل کر اﷲ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں فرقہ فرقہ مت بنو اور اﷲکی اس نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم تو آگ کے گھڑے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اﷲ نے تم کواس سے بچالیا اور اس طرح اﷲتم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جونجات پانے والے ہیں اور ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جو فرقے فرقے ہوگئے اور واضح احکام کے آنے کے بعدایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے اور ان لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

اور یہ نص محکم اور قاطع ہے اور یہ خطاب تمام امت مسلمہ سے ہے اس میں اﷲ کی رسی کو تھامنے کا وجوب ہے۔ اب جو شخص اس نص محکم اور قاطع کے علاوہ کچھ اور بیان کرے یعنی لوگوں میں یہ باور کرائے کہ حزبیت ، گروہیت اور تنظیمیت کا وجود شریعت میں ہے تو ایسا شخص قرآنی حکم سے روگردانی کا مرتکب ہے۔ قرآن وسنت ہمیں اس بات سے ڈراتے ہیں کہ ہم یہ راستہ اختیار کریں۔ کوئی بھی شخص یا تنظیم اگر

مسلمانوں کو اجتماعیت سے ہٹا کر حزبیت ، گروہیت اور تنظیمیت کی طرف لے جاتی ہے تو وہ بلاشبہ قرآن وسنت کے راستے سے انحراف کررہی ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ یہ حزبیت ، گروہیت اور تنظیمیت تمہیں بزدل بنادے گی اور امت اس وقت ضعف کے عالم میں ہے یہ بات سب کو اچھی طرح معلوم ہے چنانچہ ضعف کی حالت میں تو اعتصام کو اختیار کرنا فرقہ پرستی حزبیت ، گروہیت اور تنظیمیت سے اجتناب واجب ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ اﷲ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے:

((وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْہَبَ رِیْحُکُمْ))[الانفال : ٩٦]

اور جھگڑا مت کرو ورنہ تم بزدل ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑجائے گی۔

ہم اپنے اس جوابی مضمون میں طوالت کو اس لئے اختیار کررہے ہیں تاکہ ہماری بات ہر مسلمان کے نفع بخش بن جائے اور وہ حزبیت ، گروہیت اور تنظیمیت سے اجتناب کرتے ہوئے ایک خلیفہ کے ساتھ جڑ جائے اور اعتصام کی اس کیفیت کو اختیار کرلے جس کے اختیار کرنے کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ جب امت کے اعتصام کی کیفیت کو قرآن وسنت بیان کردیں تو اب کسی اور طرف دھیان دینے کی قطعا ضرورت نہیں ہے کسی کی بات سننے کی قطعا ضرورت نہیں ہے خواہ وہ کیسا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو خواہ وہ کیسا ہی بڑا مجاہد ہی کیوں نہ کہلاتا ہو کیونکہ شریعت نے اطاعت اور احکامات کو ماننے کے بارے میں ایک قاعدہ بیان کردیا ہے اور شریعت چاہتی ہے کہ اس قاعدے کے تحت لوگ اطاعت اور اوامر میں کسی کی بات مانیں اور معصیت والی بات کو رد کردیں آئیے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ شریعت وہ کون سا قاعدہ بیان کرتی ہے

جس کو اختیار کرکے دلوں کو راحت اور سکون نصیب ہوتا ہے :

اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۔

تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو(الاعراف :۷:۳)

اس قرآنی حکم نے ثابت کردیا ہے کہ اتباع اسی بات کی کرنی ہے جو بات اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ اب ہم کو ایک منزل مل گئی ایک واضح روشن شاہراہ کو اختیار کرنے کا حکم مل گیا، ایک ایسا چراغ مل گیا جس میں سے روشنی نکھر نکھر کر چہار سو بکھر رہی ہے ، اب ہماری سامنے وہ روشنی ہے جس کو اختیار کرکے ہم حق کا راستہ تلاش کرکے اس پر گامزن ہوسکتے ہیں ، جس کو اختیار کرکے ہم معصیت سے بچتے ہوئے اطاعت اور سماعت کو اختیار کرسکتے ہیں وہ راستہ یہ ہے جو کچھ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردیا ہے وہی حق ہے اسی کا اتباع کرنا ہے ، اس کے حق ہونے کی واضح وجہ یہ ہے کہ ہم تک جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچ رہا ہے وہ سب کا سب خطا سے پاک اور غلطیوں سے مبراء ہے اس میں انسانی کاوشات اور انسانی دخل اندازی کا کوئی تصور کوئی شائبہ تک نہیں پایا جاتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں انسانی آراء نفسانی خواہشات باطل نظریات ، اغلاط ، غلط قسم کے اجتہادات ، کسی قوم کی دشمنی میں غلط فیصلے کو اختیار کرنے تعصبات ، قومی اور قبائلی تعصبات سے لبریز ہوتے ہیں۔ ہم کو شریعت نے ایسی بات کے ماننے کا پابند بنادیا ہے جو کہ اللہ کی نازل کردہ ہے ، انسانی خیالات کی دخل اندازیوں ، دسیسہ کاریوں اور تعصبات سے پاک ہو۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ شریعت ہمیں اجتماعیت کے بارے میں کن احکامات سے آگاہ کررہی ہے اس سلسلے میں ہم اپنے قارئین کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ارشاد کو سامنے رکھتے ہیں جس میں اس امت کے اعتصام کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح یہ امت مجتمع ہوسکتی ہے:

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اﷲ ﷺ نے فرمایا:

((کانت بنواسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون، قالوا : فما تامرنا؟ قال : فوا ببیعۃ الاول فالاول واعطوھم حقھم فان اﷲ سائلھم عما استرعاھم))۔

بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے،جب کوئی نبی ہلاک ہوجاتا تو اس کے پیچھے دوسرانبی آجاتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور عنقریب کثرت سے خلفاء ہونگے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرو پھر پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرو اور ان کو ان کا حق دو کیوں کہ اﷲتعالیٰ ان سے سوال کرے گا جس کی وہ نگہبانی و رکھوالی کرتے ہیں ۔ (بخاری و مسلم)

اب نبی ﷺ کی مندرجہ بالا محکم آسان ترین کیفیت اعتصام کے بعد کسی کو اس کیفیت پرکلام کرنے کی جسارت کیسے ہو سکتی ہے؟۔اس بیان کی سند کے لئے رب ذوالجلال کا یہ قول کافی ہے:((ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی تاکہ آپ ﷺ لوگوں کو واضح طور سے بتائیں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے تاکہ یہ لوگ تفکر کریں))

چنانچہ یہ حدیث((اعتصام بحبل ا؟ جمیعا))کی پوری کیفیت بیان کرتی ہے
اور وہ یہ ہے کہ صرف اکیلے امام کی بیعت کرنا اور اسی کی مدد کرنا اور ا
سی کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا گناہ کے کاموں کے علاوہ۔ حدیث کے
متن پر غور کریں ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریعت کا منشاء سمجھتے
ہوئے سوال کررہے ہیں کہ خلفاء تو کثرت سے ہوں گے تو آپ ہمیں اس
بارے میں کیا حکم دے رہے ہیں کہ ہم کسی خلیفہ کی بیعت کرنے کے
سلسلے میں کیا طریقہ اختیار کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال
کررہے ہیں کہ اس بارے میں کیا حکم ہے؟ قالوا : فما تامرنا؟ قال : فوا ببیعۃ
الاول فالاول واعطوھم حقھم فان ا؟ سائلھم عما استرعاھم))۔ کہ اللہ کے
رسول اس بارے میں ہمارے لئے کیا حکم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کے سوال کے جواب میں فرمادیا کہ :فوا ببیعۃ الاول فالاول،پہلے
خلیفہ کی بیعت پوری کرو پھر پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرو۔ اس کا مطلب
واضح ہے کہ جب خلافت کے مدعی بہت سارے ہوجائیں تو سب سے پہلے
جس شخص کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی ہے اس کی بیعت کو پورا
کرو۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے جس شخص کے اوپر
لوگ مجتمع ہوجائیں اور اس کو اپنا خلیفہ مان لیں تو وہ امت کا خلیفہ ہے۔
خواہ اس کی خلافت کا اعلان زمین کے کسی ایک ٹکڑے سے ہوا ہو۔ خواہ
اس کی خلافت کا اعلان سقیف بنی ساعدہ کے منڈوے سے ہوا ہو ، خواہ
اس کی خلافت کا اعلان محض اس طرح ہوا ہو کہ ایک شخص نے اس کو
خلیفہ نامزد کردیا ہو تو اس کی خلافت کی بیعت ہوگئی ہو، خواہ اس شخص
کی خلافت ہو جس کے لئے صرف چھ آدمیوں کی کمیٹی بنائی گئی ہو اور
اس میں بھی ایک شخص کو اختیار دے دیا گیا ہو کہ وہ جب کسی کو خلیفہ

مقرر کردیے تو اس کی خلافت جائز ہے ، خواہ کسی شخص کی خلافت ایک ایسے شخص نے کی ہو جو بازار میں کھڑا ہو اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی گئی ہو تو اسے امت کا خلیفہ ماننے سے شریعت نہیں روکتی یہ ہم نے جتنی بھی باتیں نقل کی ہیں یہ سب اسلاف کی تاریخ سے نقل کی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت سے نقل کی ہیں۔

دیکھیں شریعت کس قدر پر زور طور پر مسلمانوں کو اعتصام کی طرف بلاتی ہے : قرآن مجید میں اﷲ تعالیٰ اس راستہ کا تعین کرتے ہوئے فرماتا ہے:

{یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ .... وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اﷲِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا}

اے ایمان والو!......اور تم سب مل کر اﷲکی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور فرقہ فرقہ مت بنو۔[آل عمران : ۱۰۳'۱۰۲]

یعنی الگ الگ نہ رہو،باہم جڑے رہو،الگ الگ نہ رہنا اور باہم جڑے رہنا کس طرح کا اور کس معیار کا ہونا چاہئیے؟ اس کی وضاحت رسول اﷲ ﷺ نے کردی ہے۔رسول اﷲﷺفرماتے ہیں:

((علیکم بالجماعۃ وایاکم والفرقۃ))[ترمذی : ۲/۴۱]۔

جماعت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہو اور فرقہ پرستی سے پوری طرح الگ رہو۔

رسول اﷲ ﷺ فرماتے ہیں:

((امرکم بالجماعۃ والسمع والطاعۃ والھجرۃ والجھاد فی سبیل اﷲ)) [احمد و ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ]

میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جماعۃکے ساتھ رہنے کا ،سمع ،(یعنی احکام امیر سننے)کا طاعت(یعنی احکام ما ننے)کا ہجرت کا اور جہاد فی سبیل ا کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کا حکم دیا ہے۔ ایک امیر کے ساتھ ، ایک خلیفہ کے ساتھ وابستہ رہنے کا حکم دیا ہے، اسی کی بات سننے کا حکم دیا ہے ، اسی اکیلے کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے، اور اس بات کی سختی کے ساتھ مذمت کی ہے کہ اس معاملے میں اجتماعیت کو چھوڑ کر حزبیت ، گروہیت ، تنظیمیت کو اختیار کیا جائے ، ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس جماعتی زندگی کاحکم اسلام نے دیا ہے وہ کوئی ڈھیلی ڈھالی جماعتی زندگی نہیں جس کی شیرازہ بندی صرف اخلاقی رشتوں سے ہوئی ہوبلکہ ایسی متحد منظم اور مظبوط جماعتی زندگی ہے جس کو سمع اور طاعت کے آہنی تاروں سے بھی پوری طرح کس دیا ہے۔پھر یہی نہیں کہ مسلمانوں کی جماعت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہنے اور جماعتی زندگی بسر کرنے کا یہ ایک لازمی حکم ہے۔بلکہ یہ ایسا لازمی حکم ہے جس کی خلاف ورزی میں نہ ایمان کی خیر ہے نہ اسلام سے رشتہ برقرار رہ سکتا ہے۔رسول ا ﷺ فرماتے ہیں:

((انہ من خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع رقبۃ الاسلام من عنقہ))۔[احمد وترمذی بحوالہ مشکوٰۃ : ۳۲۱]

جو شخص(مسلمانوں کی) جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہورہا کوئی شک نہیں کہ اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال پھینکا۔

رسول اﷲ ﷺ فرماتے ہیں:

((من خرج من الطاعۃ وفارق الجماعۃ فمات مات میتۃ جاھلیۃ))

جو کوئی اطاعت سے کنارہ کشی کرے گا اور جماعت سے الگ ہورہے گا اور اسی حالت میں مرجائے گا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔[مسلم : ۲/۱۲۷]

جس طر ح مسلمانوں کو "جماعۃ المسلمین" سے اپنا جڑا ہوا رشتہ کاٹ لینا ایمان کے منافی ہے۔اسی طرح اس نظم اجتماعی سے وابستہ نہ ہونا بھی دینی حیثیت سے انتہائی خطرناک ہے ۔رسول اﷲ ﷺ فرماتے ہیں:

((من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ))[مسلم:۲/۱۲۸]

جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ اس گردن میں بیعت (کا قلادہ)نہ ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

خلیفہ کی اطاعت کو ایمان کی ایک ضروری علامت بتایا گیا ہے۔اور اولوالامر کی اطاعت کو اﷲ اور اس کے رسول کی اطاعت قرار دیا گیا ہے: نبی ﷺ فرماتے ہیں:

((من یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی))

۔جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ [مسلم :۲/۱۲۴]

رسول اﷲ ﷺ نے فرمایا:

((عليكم بالجماعة واياكم والفرقة فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد من اراد بحبوبةالجنة فليلزم الجماعة))۔[احمد، ترمذی]

مسلمانوں کی جماعت کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو اور تفریق کے قریب بھی نہ پھٹکو کیونکہ شیطان اکیلے شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے بہت دور ہوتا ہے اور جو شخص جنت کا وسط چاہتا ہے پس اسے چاہئیے کہ وہ جماعت سے چمٹا رہے۔

یہ ہے شریعت کا بتلایا ہوا راستہ جس پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے علاوہ کسی اور راستے کی نہ تو پیروی کا حکم دیا گیا ہے نہ ہی اس کی طرف توجہ دینے کی بات کی گئی ہے۔ اسوہٗ رسول اﷺ کا حال اس باب میں روشن حجت ہے سارے مسلمان ایک امت اور جماعت تھے اور رسول اﷺ اس کے قائد اور سربراہ تھے پورا اسلامی خطہ ارضی ایک مملکت تھا اور رسول اﷺ اس مملکت کے حکمران تھے جب رسول اﷺ کی وفات ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس کام کو سب سے اہم سمجھا اور جسے ہر دوسرے کام پر مقدم رکھا وہ خلیفہ رسول اﷺ کا انتخاب اور نظم خلافت کا قیام تھا حتی کہ تدفین کے فریضے کو بھی مؤخر رکھا گیا نعش مبارک رکھی رہی جب خلیفہ کا انتخاب ہوگیا تب جاکر اسے دفن کیا گیا صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ طرز عمل نہ اختلافی تھا نہ ہنگامی بلکہ اجماعی بھی تھا اور مستقل بھی تھا یعنی انہوں نے ایسا پورے اتفاق رائے سے کیا تھا اور بعد میں بھی ایسا ہی کیا جب کسی خلیفہ کا انتقال ہوا تو اس وقت تک اسکے دفن کے فریضے کی طرف متوجہ نہ ہوئے جب تک اس کے جانشین کا انتخاب نہ کرلیا گیا۔ [شرح عقائد نسفیۃ]

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی

اللہ عنہم کے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

((الا ان محمدا قد مات ولابد لهذا الدين ممن يقوم به))۔

آگاہ رہو محمدﷺ وفات پاچکے ہیں اور اب اس دین کے لئے ایک ایسا شخص بہرحال ضروری ہے جو اس(کے قیام ونفاذ)کا ذمہ دار ہو۔ [کتاب المواقف :۸/۳۴۹]

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا منشاء ان لفظوں سے واضح طور پرایک خلیفہ کے انتخاب وتقرر کے سوا کچھ نہ تھا یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہ کے بھرے مجمع میں کہی گئی تھی اور ایک زبان بھی ایسی نہ تھی جس نے اس کے صحیح اور برحق ہونے سے انکار کیا ہو۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشادہے:

((لااسلام الا بالجماعة ولا جماعة الا بامارة))۔ [جامع بیان العلم]

جماعت کے بغیر اسلام اسلام نہیں اور امارت کے بغیرجماعت جماعت نہیں۔

علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جب خوارج نے : ((لاحکم الالِلّٰہِ))کا نعرہ لگایا تو آپ نے فرمایا :

((انما یقولون لا امارة ولابد من امارة برة او فاجرة))

ان کا کہنا تو یہ ہے کہ کوئی امارت ہونی ہی نہ چاہئیے۔حالانکہ امارت بہرحال ضروری ہے چاہے وہ اچھی ہو چاہے بری۔[الملل والنحل للشہرستانی : ۱/۵۵]

غور اور تدبر فرمائیں کہ شریعت کس قدر پرزور طریقے پر اپنے اعتصام امت کے بارے میں اپنے احکامات کو بیان کررہی کہ ان باتوں کو اختیار کرکے اعتصام اور اجتماعیت کو قائم کیا جاسکتا ہے یہی راستہ حق کا راستہ ہے اس کے علاوہ جتنے بھی راستے ہیں وہ سب باطل ہیں ۔

قارئین کرام غور فرمائیں ابھی تک ہم نے جتنی بھی باتیں بیان کی ہیں وہ سب اصولی ہیں وہ سب کی سب قرآن وسنت سے اخذ کی گئی ہیں اس میں ہم نے کسی کی آراء کو داخل نہیں کیا اعتصام کی ایسی شفاف کیفیت کو بیان کیا ہے جس میں کوئی الجھن نہیں ہے۔

اس نظام خلافت کا قائم کرنا اور قائم رکھنا مسلمانوں کے دینی فرائض میں شامل ہے اور اس فرائض کے واجب ہونے پر تمام اہل حق علماء اور آئمہ نے بالاجماع زور دیا ہے مثلا قاضی الماوردی لکھتے ہیں:

((عقدها لمن يقوم بها فی الامة واجب بالاجماع))

امامت یعنی خلافت کا ایک ایسے شخص کے لئے انعقاد جو امت کے اندر اس کی ذمہ داریوں کو پورا کرسکے بالاجماع واجب ہے۔[احکام السلطانیۃ : ۳]

علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفیہ میں لکھتے ہیں:

((الاجماع علی ان نصب الامام واجب))۔[احکام السلطانیۃ:۱۱]

اس بات پر اجماع ہے کہ امام (یعنی خلیفہ)کا تقرر واجب ہے۔

یعنی امت مسلمہ کے لئے اپنا ایک حکومتی نظام خلافت قائم کرنا شرعا واجب ہے اگر وہ اپنے اس فریضے سے عہدہ براں نہیں ہوتی تو یہ ایک اجتماعی معصیت ہوگی جس کے لئے ا؟ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا آگے اس کے وجوب کی دلیلیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

((ولان کثیرا من الواجبات الشرعیۃ یتوقف علیہ))

اور اس لئے کہ بہت سے شرعی واجبات کا ادا ہونا اسی خلافت پر موقوف ہے [ص:۱۱]

جس نظام حکومت کے بغیر دین کے کثیر التعداد واجبات ادا ہو ہی نہیں سکتے کیسے ممکن ہے کہ وہ توموجود نہ ہو مگر دین صحیح معنوں میں موجود ہو؟ ماننا پڑے گا کہ خلافت کے نظام کے بغیر اسلام اپنی صحیح اور کامل شکل میں کبھی نمودار نہیں ہوسکتا۔

قارئین کرام ذرا غور کریں کس طرح سے القاعدہ جدیدہ کے امیر شیخ ایمن الظواھری حفظہ اللہ نے ایک واجب شرعی امر کو چھوڑتے ہوئے حزبیت ، گروہیت ، تنظیمیت کا راستہ اختیار کیا ہے، کیا ہم ان کی اس غلط بات کو ماننے کے پابند ہیں ہرگز نہیں ہم اس بات کو ماننے کو پابند ہیں جو شریعت سے متصادم نہ ہو بلکہ شریعت کے مطابق ہو ، تو ایسے شخص کی بات مانی جائے گی جو کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بات کررہا ہے۔ عراق میں مجاہدین کی تنظیم جو کہ کسی وقت القاعدہ کا حصہ تھی مگر جب القاعدہ کی اس وقت کی قیادت جو کہ القاعدہ کی اہم قیادت تھی جس کے سربراہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ تھے اور ان کے معاونین میں شیخ الاسلام امام ابویحییٰ اللیبی رحمہ اللہ تھے ، شیخ عطیۃ اللہ

اللیبی رحمہ اللہ تھے انہوں نے دولۃ الاسلامیہ کو ایک واضح منہج پر کھڑا کیا جن میں آج سب سے بڑا نام شیخ ایمن الظواھری حفظہ اللہ کا بھی آتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ قارئین کو بتلاتے چلیں کہ دولۃ الاسلامیہ فی العراق کو کن خطوط پر کھڑا کیا گیا تھا اور القاعدہ کی قیادت نے ان کو کیا فریضہ سونپا تھا ہم اس بارے میں آپ کو شیخ ایمن الظواھری ہی کی زبانی دولۃ الاسلامیہ فی العراق کا منہج بتلائے دیے دیتے ہیں سنئے کہ شیخ ایمن الظواھری حفظہ اللہ کیا فرمارہے ہیں :

الشيخ أيمن الظواهري (حفظه الله):

أولًا أود أن أوضح أنه ليس هناك شيء الآن في العراق اسمه القاعدة, ولكن تنظيم قاعدة الجهاد في بلاد الرافدين اندمج بفضل الله مع غيره من الجماعات الجهادية في دولة العراق الإسلامية حفظها الله, وهي إمارة شرعية تقوم على منهج شرعي صحيح وتأسست بالشورى وحازت على بيعة أغلب المجاهدين والقبائل في العراق, هذه واحدة.

شیخ ظواھری فرماتے ہیں : سب سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ اس بات کی وضاحت کردوں کہ اب عراق میں القاعدۃ کا نام نہیں ہے۔ اور لیکن تنظیم قاعدۃ الجھاد دودریاؤں والے شہروں میں اللہ کے فضل وکرم سے تمام جہادی جماعتوں سے دولۃ الاسلامیہ فی العراق میں شامل ہوچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ دولۃ الاسلامیہ کی حفاظت فرمائے۔دولۃ الاسلامیہ ایک شرعی امارت ہے۔ جو کہ صحیح شرعی منہج پر قائم ہے ۔ اور اس کی بنیاد مشورے سے عمل میں آئی یے ۔ اور اس بیعت کی تائید مجاہدین کی غالب اکثریت اور عراق میں موجودہ قبائل نے کی ہے۔ اور یہ بیعت صرف دولۃ الاسلامیہ کے لیے ہوئی۔

کس قدر وضاحت کے ساتھ شیخ ایمن الظواھری نے دولۃ الاسلامیہ کا منہج بیان کیا ہے کہ یہ ایک شرعی امارت ہے جس کی بنیاد مشورے یعنی شوریٰ کے تحت عمل میں آئی ہے اور اس کی بیعت کی گئی ہے اس کی تائید میں مجاہدین کی غالب اکثریت ہے، اور عراق میں موجود قبائل نے کی ہے۔

اب ہم صاحب مضمون سے کہتے ہیں کہ ذرا شیخ ایمن الظواھری کے قول پر ہی غور وفکر کرلو کہ وہ کہتے ہیں چونکہ مجاہدین عراق کی غالب اکثریت نے دولۃ الاسلامیہ کی بیعت کی ہے اس لئے شرعا اس کی بیعت صحیح ہے، اس جملے کا واضح مقصد کیا ہے وہ ہم آپ کو بتلائے دیے دیتے ہیں ،اس جملہ کا مقصد یہ ہے کہ مجاہدین کی کچھ جماعتوں نے دولۃ الاسلامیہ کی بیعت نہیں کی جن میں انصارالسنۃ نامی بڑی تنظیم شامل تھی انصار الاسلام نامی تنظیم شامل تھی ، ان کے تخلف بیعت کے باوجود شیخ ایمن الظواھری فرمارہے ہیں کہ ان کی بیعت نہ کرنے سے اس بیعت کوئی نقصان نہیں ہے۔ اور یہ بیعت شرعی ہے۔

اب ہم بتلاتے ہیں کہ دولۃ الاسلامیہ کا قیام کس بات کے لئے وجود میں آیا ہے :

شیخ ایمن الظواھری نے ایک کھلے مذاکرے میں ابوہاجر کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ثالثاً: الدولة خطوةٌ في سبيل إقامة الخلافة أرقى من الجماعات المجاهدة، فالجماعات يجب أن تبايع الدولة وليس العكس، وأمير المؤمنين أبو عمر البغدادي ـ حفظه الله ـ من قادة المسلمين والمجاهدين في هذا العصر، نسأل الله لنا وله الاستقامة والنصر والتوفيق.

دولۃ الاسلامیہ قیام خلافت کے خطوط پر گامزن ہے اس کا مرتبہ دیگر جہادی جماعتوں سے بہت بلند ہے، تمام جہادی جماعتوں پر واجب ہے کہ وہ دولۃ الاسلامیہ کی بیعت کریں۔ اور دولۃ الاسلامیہ کسی کی بیعت کے تابع نہیں ہوگی۔اور امیرالمومنین ابوعمر البغدادی حفظہ اللہ اس زمانے میں مجاہدین اور مسلمانوں کے قائد ہیں ۔ ہم اللہ سے اپنے لیے اور امیرالمومنین ابوعمر البغدادی کے لیے استقامت اورمدد اور توفیق کا سوال کرتے ہیں ۔

کیا کہہ رہے ہیں کہ دولۃ الاسلامیہ کے قیام کا مقصد اقامۃ خلافت ہے ، اس وقت تک تو شیخ ایمن الظواھری کو دولۃ الاسلامیہ سے کوئی اختلاف موجود نہیں تھا یہ باتیں تو انہوں سے اس وقت کی ہیں جب وہ ظاہرا وباطنا دونوں طریقوں سے دولۃ الاسلامیہ کو حق بجانب سمجھتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ خلافت کا قیام دولۃ الاسلامیہ کا مقصد ہے۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ اجتماعیت کو اختیار کرنے کی خاطر عراق سے دولۃ الاسلامیہ کے مدمقابل تنظیم القاعدہ فی العراق کو ختم کردیا گیا تھا تاکہ امت وحدت اور اکائی کے تصور سے روشناس ہوکر خلافت کے قیام کے مقصد وحید کی جانب گامزن ہوجائے۔ چنانچہ اسی لئے شیخ ایمن الظواھری نے دلائل دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ :

"أولًا أود أن أوضح أنه ليس هناك شيء الآن في العراق اسمه القاعدة, ولكن تنظيم قاعدة الجهاد في بلاد الرافدين اندمج بفضل الله مع غيره من الجماعات الجهادية في دولة العراق الإسلامية حفظها الله, وهي إمارة شرعية تقوم على منهج شرعي صحيح وتأسست بالشورى وحازت على بيعة أغلب المجاهدين والقبائل في العراق, هذه واحدة.

"شیخ ظواھری فرماتے ہیں : سب سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ اس بات کی

وضاحت کردوں کہ اب عراق میں القاعدة کا نام نہیں ہے۔ اور لیکن تنظیم قاعدة الجهاد دودریاؤں والے شہروں میں اللہ کے فضل وکرم سے تمام جہادی جماعتوں سے دولۃ الاسلامیہ فی العراق میں شامل ہوچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ دولۃ الاسلامیہ کی حفاظت فرمائے۔دولۃ الاسلامیہ ایک شرعی امارت ہے۔ جو کہ صحیح شرعی منہج پر قائم ہے ۔ اور اس کی بنیاد مشورے سے عمل میں آئی ہے ۔ اور اس بیعت کی تائید مجاہدین کی غالب اکثریت اور عراق میں موجودہ قبائل نے کی ہے۔ اور یہ بیعت صرف دولۃ الاسلامیہ کے لیے ہوئی۔

یعنی اجتماعیت کو قائم کرنے کی خاطر منزل کے حصول میں القاعدہ تک کا وجود عراق سے ختم کردیا گیا تھا اور ایک امیرالمومنین کے تابع کردیا گیا تھا جسے یہ امارت صغری کا نام دیتے ہیں۔ حتی کہ القاعدہ نے دولۃ الاسلامیہ کو شرعی طور پر کسی بھی تنظیم کی بیعت کرنے بھی سے مبرا ءقرار دیا ہوا تھا جیسا کہ شیخ ایمن الظواھری نے کھلے مذاکرے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا :

"جواب السؤال الثاني فيه رد واضح على من زعم أن للدولة في العراق بيعة للقاعدة بأفغانستان

فالشيخ أيمن يقول إمارتان مستقلتان [لا تتبع لحاكم واحد]

فلو كان للدولة بيعة للقاعدة وللقاعدة بيعة لإمارة أفغانستان لكان الملا عمر هو أمير على الجميع !!!

ثم في تسجيل آخر قال الظواهري [الجماعات هي من تبايع الدولة وليس العكس]

فكيف تكون الدولة مبايعة لجماعة قاعدة الجهاد !!!!!!"

کسی نے سوال کیا تھا شیخ ایمن حفظہ اللہ سے کہ دولۃ الاسلامیہ کو افغانستان میں القاعدہ کی بیعت کرنی چاہیے تو شیخ ایمن نے اس کو جواب دیا کہ :یہ دونوں امارتیں مستقل ہیں اور ایک دوسرے کی اتباع نہیں کرسکتیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ دولۃ الاسلامیہ القاعدہ کی بیعت کرلے تو القاعدہ تو افغانستان میں ملا عمر کی بیعت کے تحت ہے جو کہ تمام افغانستان کے امیرالمومنین ہیں۔ جماعتوں کو چاہیے کہ وہ دولۃ الاسلامیہ کی بیعت کریں دولۃ الاسلامیہ کسی جماعت کی بیعت نہیں کرسکتی ۔ تو کیسے دولۃ الاسلامیہ جماعت القاعدہ کی بیعت کرلے۔

اب قارئین خود ہی فیصلہ کرلیں کہ غلطی پر کون ہے کس نے غلطی کی اور کون ابھی تک غلطیوں پر غلطیاں کئے چلا جارہا ہے۔

قارئین خود شیخ ایمن کا یہ بیان پڑھ لیں جو کہ انہوں نے دولۃ الاسلامیہ فی العراق کے قیام کا مقصد بتلایا تھا:

- ويقول: (دولة العراق الإسلامية رايتها وعقيدتها من أصفى الرايات والعقائد في العراق، فهي قد أقامت دولةً إسلاميةً لا تتحاكم إلا للشريعة، وتعلي الانتماء للإسلام والموالاة الإيمانية فوق كل الانتماءات والولاءات. وهو الأمر الذي لا زالت تتلطخ بأوحاله كثيرٌ من الحركات المنتسبة للإسلام، وهي دولةٌ تدعو وتسعى وتجتهد في إعادة دولة الخلافة المنتظرة، وتحرض المسلمين على ذلك). [اللقاء المفتوح 2008م – الحلقة الثانية.]

کیا کہا ذرا غور تو کریں کہ [دولة تدعو وتسعى وتجتهد فی اعادة دولة الخلافة المنتظرة ، وتحرض المسلمين على ذلک، کہ دولۃ الاسلامیہ اس بات کی طرف

دعوت دیتی ہے اور اسی بات کی طرف جدوجہد اور سعی کررہی ہے کہ دولۃ الخلافۃ المنتظرہ کا اعادہ کردیا جائے اس کا قیام کردیا جائے اور اسی جانب وہ مسلمانوں کو بلاتی ہے کہ خلافت کا قیام کیا جائے]

اب جب دولۃ الاسلامیہ دولۃ الخلافۃ الراشدہ ہوگئی تو انہی لوگوں نے اس کے خلاف بیان بازی اور بہتانوں کا سلسلہ شروع کردیا جو کہ اب مسلمان جان چکے ہیں ان بہتانوں کو ، غرض کہ جس مقصد کے لئے دولۃ الاسلامیہ فی العراق کا قیام کیا گیا تھا وہ مقصد الحمد للہ دولۃ الاسلامیہ نے پورا کردکھایا اور خلافت کو قائم کردیا خلافت کا اعادہ کردیا خلافت کا احیاء کردیا جس کے منتظر مسلمان تھے۔ اور عراق اور شام میں موجود ہزاروں مجاہدین نے ابوبکر بغدادی حفظہ اللہ کو اس امت کا خلیفۃ منتخب کرلیا۔ جو کہ ایک شرعی اصول کے تحت اور شرعی ضابطے کے تحت عمل میں آیا ہے۔ مجاہدین کی شوریٰ نے خلافت کا احیاء کا اعلان کرتے ہوئے ابوبکر بغدادی حفظہ اللہ کی امامت عظمیٰ کا اعلان کردیا ۔ اور اس کے بعد خلیفۃ المسلمین ابوبکر بغدادی نے اپنے تاریخی خطبے میں مسلمانوں کو خلافت کی طرف ہجرت کرنے اس کی نصرت کرنے کی دعوت بھی دے دی۔

تو آج کسی کے دولۃ الاسلامیہ کی بیعت نہ کرنے سے کیوں نقصان ؟ کیسا نقصان ؟ کیا یہ کافی نہیں ہے کہ عراق اور شام میں موجود ہزاروں مجاہدین جو کہ دنیا کے کئی ممالک سے ہجرت کرکے عراق اور شام میں موجود ہیں انہوں نے خلیفۃ المسلمین ابراہیم بن عواد البدری بن علی ابو بکر بغدادی حفظہ اللہ کو اپنا خلیفہ منتخب کرلیا ، اپنا امیرالمومنین منتخب کرلیا تو اس میں اس بیعت کےکسی کے نہ ماننے سے کیسے نقصان ہوگیا؟ کون سے

شرعی قاعدے سے یہ بیعت باطل ہوگئی کیا شیخ مقدسی اور شیخ ابوقتادہ نے اس بیعت کو تسلیم نہیں کیا تو اس لئے یہ بیعت باطل ہوگئی ؟ کون سا شرعی قاعدہ کیا دلیل ہے کہ اگر مقدسی ابوقتادہ ، طارق عبدالحلیم کنیڈین ، ھانی السبائی برطانوی ، ابوبصیر لندن اس بیعت کو نہ مانے تو یہ بیعت باطل ہوجائے گی ۔ کیا یہ بات تمہارے پاس وحی کی صورت میں موجود ہے کہ جو نام تم نے اس امت کو فراہم کئے جن میں اکثر کی تعداد دارالکفر میں بیٹھی آرام کررہی ہے وہ کیسے امت کے اہل وعقد ہوگئے برطانوی بھیک پر پلنے والے بھگ منگے فقہاء کس طرح امت کے اہل عقد بن گئے۔

جب سقیفہ بنی ساعدہ میں موجود چند لوگوں کی بیعت کرنے سے اس امت کا خلیفہ مقرر کیا جاسکتا ہے اس پر کوئی شرعی قدوغن نہیں لگایا جاسکتا ہے جبکہ اختلاف وہاں پر بھی موجود تھا ، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تھا ، بنو ہاشم کے خاندان کا کوئی فردبھی اس بیعت میں شامل نہ تھا اور اس بیعت پر خوش بھی نہ تھا لیکن چونکہ بیعت ہوگئی اس لئے خلیفہ مقرر ہوگیا تو کیسے ممکن ہے کہ ہزاروں مجاہدین اور ان کے علماء کی بیعت کرنے سے ابوبکربغدادی کی بیعت شرعی نہ ہو، جب بازار میں ہونے والی فرد واحد کی بیعت کی وجہ سے خلیفہ مقرر ہوسکتا ہے اور اس کی بیعت کو مسلمانوں پر واجب قرار دیا گیا اور اس کی بیعت نہ کرنے والوں سے قتال کیا گیا، تو کیسے ممکن ہے ہزاروں مجاہدین علماء اور دعاۃ کی بیعت کو شرعی قاعدے کے خلاف قرار دیا جائے ، یہ ایک نفسانی خواہش تو ہوسکتی ہے شریعت کا قاعدہ نہیں ہے، صاحب مضمون نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو حجت کے طور پر پیش کیا ہے کہ خلیفہ کی بیعت نہ کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہے لیکن صاحب مضمون اس قدر غافل ہے کہ اس کو خلیفۃ المسلمین کی

بیعت کرنے والے ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نظر نہیں آرہے ہیں جنہوں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی ، اور پھر ہم اس بحث کو شروع کرنے سے قبل ہی شرعی قاعدہ بیان کرچکے ہیں کہ ولیوں کی اتباع اور اطاعت نہیں کی جائے جہاں پر قرآن وسنت سے دلائل موجود ہوں۔ وہاں پر صرف قرآن وسنت کے دلائل ہی پیش کئے جائیں گے کسی اور کا قول نہیں ، ہم اس بارے میں کسی پر فتویٰ صادر نہیں کرسکتے کیوں کہ مجتہد جب اجتہاد کرتا ہے تو اس میں خطا اور صواب دونوں کا امکان موجود ہے، لہٰذا ایسی صورت میں صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر ہی عمل کیا جائے گا وہی قابل حجت گردانے جائیں گے نہ کسی صحابی کا قول قابل عمل ٹھہرایا جائے ۔ کیوں کہ ہمیں شریعت جو حکم دیتی ہے وہ یہ ہے تنازعہ کے وقت قران وسنت کی طرف رجوع کرنا ہے جیسا کہ رب العالمین نے یہ حکم نازل کیا ہے :

(فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)

کہ اگر تم میں کسی مسئلہ کے بارے میں تنازع ہوجائے تو تم اس تنازعہ کو اللہ اور اس کےرسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم تنازعہ کے وقت اپنے تنازعہ کو اللہ اور رسول کے بجائے کسی اورکی طرف اس کو لوٹائیں یہ تو کھلی ہوئی معصیت اور گمراہی ہے۔ اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کے منافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمارہے ہیں کہ اجتماعیت اختیار کرو ایک خلیفہ کی

بیعت کرو امام کے ساتھ چمٹ جاؤ اور آپ ہیں کہ تنظیم سازی کررہے ہیں حزبیت کو فروغ دے رہے ہیں مسلمانوں کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے قریشی امام کے ساتھ جڑ جاؤ اور آپ ہیں کہ غیر قریشی کے ساتھ اپنی بیعت کی تجدید کررہے ہیں تو ایسے میں اگر کوئی شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ انسانی آراء کو رد کردے اور دیوار پر ماردے کیونکہ یہ انسانی آراء باطل ہے اس فرمان کے آگے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ، کیسے شیخ ایمن الظواھری نے ایک قریشی امام کے ہوتے ہوئے ایک غیر قریشی کے ساتھ اپنی بیعت کی تجدید کی جو کہ صرف افغانیوں کا امیر ہے اس نے تو کبھی یہ دعویٰ بھی نہیں کیا کہ میں پاکستانیوں کا یہ عربوں کا امیر ہوں، جبکہ ملا عمر نے واضح طور سے بیان کردیا ہے کہ ان کی امارت افغانستان سے باہر نہیں ہے۔ تو کیسے شیخ ایمن الظواھری نے اس امارت کے ساتھ تجدید بیعت کی ایک قریشی خلیفہ کے ہوتے ہوئے ایک غیر قریشی کے ہاتھ پر بیعت کی تجدید کی ، کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح حکم کی خلاف ورزی کی ؟ کیا شیخ ایمن الظواھری کو یہ معلوم نہ تھا کہ جب سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار اور مہاجرین میں امارت کے مسئلے میں جھگڑا کھڑا ہوگیا انصار کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ایک امیر تم میں سے ہوگا تو کس بات پر فیصلہ ہوا ؟ اسی بات پر فیصلہ ہوا کہ خلافت قریشی شخص کا حق ہے غیر قریشی کا نہیں چنانچہ ابوبکر قریشی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی گئی ، اب کس نے مسئلے کو سمجھنے میں غلطی کی ؟ کس نے باطل کو اختیار کرکے حق کو چھوڑا؟ یہ فیصلہ کرنا مسلمانوں کا کام ہے کہ شریعت نے ان کو جس چیز کی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے وہ کیا ہے۔ یاد رکھیں قریشی خلیفہ ابوبکر

بغدادی حفظہ اللہ کے ہوتے ہوئے غیر قریشی امیر ملا عمر حفظہ اللہ کی بیعت کرنا باطل ہے ، کیونکہ یہ شرعی مسئلہ ہے کوئی کھیل نہیں ہے، اب مسلمانوں کو اختیار ہے وہ حق اور باطل بات میں سے کس بات کو قبول کرتے ہیں ۔ اور یہ بات ملا عمر حفظہ اللہ کو بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ خلافت قریشیوں کا حق ہے ان کا نہیں کیونکہ وہ قریشی نہیں ہیں۔ ایک قریشی امام کے ہوتے ہوئے ان کی امامت کسی طور قبول نہیں کی جاسکتی کیونکہ ہمیں شریعت ایسا ہی حکم دیتی ہے۔ ہمیں لوگوں کی مثالیں دے کر سمجھانے کی کوشش نہ کرو ہم سے قرآن وسنت میں وراد شدہ دلائل کی رو سے بات کرو ۔ اگر تمہارے پاس قرآن وسنت سے دلائل موجود ہیں تو وہ پیش کرو ورنہ خاموش رہو کیونکہ ہم کسی طور سے قرآن وسنت کے مخالفت باتوں کو تسلیم نہیں کریں گے خواہ ان باتوں کا کرنے والا کوئی بھی ہو خواہ کتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو۔ ہم تمہاری تنظیم سازی کو مسترد کرتے ہیں کیونکہ ایسا کرنے کا حکم ہمیں شریعت دیتی ہے ہم خلیفہ اور اس کی خلافت کے آگے کسی جماعت کو ماننے کے لئےتیار نہیں ہیں کیونکہ اس راستے کا بطلان شرعی دلائل کے ساتھ ثابت ہوچکا ہے ۔ ہم کسی تنظیم کی ولایت خواہ وہ القاعدہ ہی کیوں نہ ہو خلافت اور خلیفہ کے مدمقابل ماننے کو تیار نہیں ہیں کیونکہ ایسا راستہ اختیار کرنے کا حکم ہم کو شریعت نے دیا ہے۔ ہم مسلمانوں کی معلومات کی خاطر چند باتیں مزید بیان کرکے اس موضوع کو اختتام کی طرف لے جاتے ہیں :

قال ابن حزم: (ولا يجوز التردد في الاختيار أكثر من ثلاث ليال للثابت عن الرسول صلى الله عليه وسلم من بات ليلة ليس في عنقه بيعة مات ميتة جاهلية، ولأن المسلمين لم يجمعوا على ذلك أكثر من ثلاث)المرجع: الفصل في الملل والأهواء والنحل – المجلد الخامس: ص13

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تین دن سے زائد نہ گزرنے پائیں کہ تمہاری گردن میں بیعت کا پٹہ نہ ہو اور اگر تم اس کے بغیر مرگئے تو تمہاری موت جاہلیت کی موت ہوگی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے تین راتوں سے زیادہ مسلمانوں پر وقت نہ گزرے کہ ان کی گردن میں خلیفہ کی بیعت کا قلادہ نہ ہو۔

قال الله تعالى (واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا)، فالسؤال هنا ما هو حبل الله الذي أمر الأمة أن تعتصم به، قال ابن مسعود وابن عباس ذكر هذا ابن جرير في تفسيره عن ابن مسعود قال حبل الله هي الجماعة وقال أيضاً رضي الله عنه يا أيها الناس عليكم بالطاعة والجماعة فإنها حبل الله الذي أمر به وانما تكرهون في الجماعة والطاعة هو خير مما تستحبون في الفرقة وقال القرطبي في أحكام القرآن عن ابن مسعود أن الله يأمر بالألفة وينهى عن الفرقة فإن الفرقة هلكة والجماعة نجاة وقال عبد الله ابن مبارك بيت من الشعر:

الجماعة حبل الله فاعتصموا *** منه بعروته الوثقى لمن دانا

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک کہ (واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا) کہ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو پکڑ لو اور آپس میں فرقہ فرقہ نہ بنو۔تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حبل اللہ کیا ہے جس سے جڑنے کا حکم اس امت کو اللہ نے دیا ہے کہ وہ اس رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑلیں ۔ تو اس بارے میں جب ہم صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھتے ہیں تو ہم کو اس سوال کا جواب جو ملتا ہے وہ یہ ہے ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کو ابن جریر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تفسیر میں بیان فرمایا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے سے کہ انہوں نے فرمایا حبل اللہ سے مراد جماعۃ ہے اور اسی طرح فرمایا کہ اے لوگوں تم پر اطاعت لازمی ہے

اور جماعت کے ساتھ رہنا لازمی ہے کیونکہ جماعۃ ہی حبل اللہ ہے جس کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اور تم ہو کہ اجتماعیت اور فرماں برداری سے کراہت کرتے ہو جو کہ خیر ہے اس چیز مقابلے میں فرقہ فرقہ ہونا پسند کرتے ہو۔ اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے سے فرمایا ہے اللہ نے حکم دیا ہے کہ الفت کو اختیاکرو اور فرقہ پرستی سے منع فرمایا ہے کیونکہ فرقہ پرستی ہلاکت ہے اور اجتماعیت میں نجات ہے اور عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اپنے شعر میں بیان فرمایا ہے کہ : جماعت ہی حبل اللہ ہے پس تم اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو ۔ ۔۔ اس میں عروۃ وثقیٰ ہے اس آدمی کے لئے جو عقلمند ہے۔ یعنی بیوقوف آدمی کی علامت فرقہ پرستی کو اختیار کرنا ہے ۔

وقال ابن عباس لسماك الحنفي أحد تلاميذ ابن عباس يا حنفي الجماعة الجماعة إنما هلكت الأمم الخالية لتفرقها أما سمعت قول الله عز وجل فاعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا.ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد سماک بن حنفی کو نصیحت کی کہ یا حنفی الجماعۃ الجماعۃ

کہ اے حنفی جماعت کے ساتھ رہنا جماعت کے ساتھ رہنا اس سے قبل کئی امتیں ہلاک ہوگئیں جو کہ فرقہ پرستی میں مبتلا رہیں۔ کیا تو نے اللہ عزوجل کا یہ فرمان نہیں سنا کہ فاعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور آپس میں فرقہ فرقہ مت بنو۔

اب یہ کام مسلمانوں کے سوچنے اور سمجھنے کا ہے کون ان کو اجتماعیت کی طرف بلا رہا ہے اور کون تنظیم سازی تفرق اور حزبیت کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ ایک طرف ابوبکر بغدادی حفظہ اللہ کی آواز ہے کہ

مسلمانو!،میں مسلمانوں کا خلیفہ ہوں مسلمانوں نے مجھے خلیفہ مقرر کردیا ہے آؤ اجتماعیت کی طرف یہی حبل اللہ ہے اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑلو نجات پاجاؤگے دوسری طرف ایمن الظواھری کی آواز ہے آؤ غیر قریشی امام کی جانب جس کی امارت صرف بقول اس کے افغانستان تک محدود ہے اور وہ صرف اپنے آپ کو افغانیوں کا امیر کہتا ہے ۔ اس کی بیعت کرو ، آؤ میں نے ایک القاعدہ کی ایک اور شاخ کو جنم دیا ہے اس میں شمولیت اختیار کرلو۔ اب یہ دو آوازیں ہیں جن میں پہلی آواز حق کی آواز ہے اور دوسری آواز باطل افکار اور خیالات کا مجموعہ شریعت سے متصادم ہے اب تو مسلمانوں کو کس بات کو اختیار کرنا ہے اس کا فیصلہ دانا اور عقلمند آدمی نے کرنا ہے کہ وہ جماعت کو اختیار کرکے حبل اللہ سے جڑتا ہے یا فرقہ کو اختیار کرکے ہلاکت کی طرف جاتا ہے۔

ہم آخیر میں فیصلہ کن بات کرکے اس موضوع کا اختتام کرتے ہیں :

قال صلى الله عليه وسلم من حديث حذيفة بن اليمان:

" (يا رسول الله ، إنا كنا في جاهلية وشر فجاءنا الله بهذا الخير فهل بعد الخير من شر ؟ قال : " نعم " ، قلت : فهل بعد الشر من خير ؟ قال : " نعم ، وفيه دخن " ، قلت : وما دخنه ؟ قال : " قوم تعرف منهم وتنكر " ، قلت : فهل بعد ذلك الخير من شر ؟ قال : " نعم ؛ دعاة على أبواب جهنم من أجابهم إليها قذفوه فيها " ، قلت : يا رسول الله ، فما تأمرني إن أدركني ذلك ؟ قال : " تلزم جماعة المسلمين وإمامهم " ، قلت : فإن لم يكن لهم جماعة ولا إمام ؟ قال : " فاعتزل تلك الفرق كلها ولو أن تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت وأنت كذلك " ، قلت : يا رسول الله ، صفهم لنا ، قال : " هم قوم من جلدتنا ويتكلمون بألسنتنا ")

حذیفة بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے اور نصیحت کی ہے وہ کس بات کو اختیار کریں اور کس بات کو چھوڑ دیں کون سی بات حق ہے اور کون سا راستہ باطل ہے:

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم جاہلیت اور شر کی حالت میں تھے پس ہمارے پاس یہ خیر آگئی ہے کیا اس خیر کے بعد شر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہاں ، میں نے پوچھا : کیا اس شر کے بعد خیر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہاں اس میں دھواں سا ہوگا (اس میں کچھ آمیزش اور کدورت ہوگی)، میں نے پوچھا وہ دھواں (آمیزش اور کدورت کیا ہوگی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ایسے لوگ ہوں گے کہ ان میں اچھی باتیں بھی ہونگی اور بری بھی ، میں نے پوچھا : کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہاں ایسے لوگ ہونگے جو جہنم کے دروازے کی طرف لوگوں کو بلائیں گے جو ان کی بات مانے گا انہیں جہنم میں جھونک دیں گے میں نے عرض کیا یارسول اﷲان کی حالت بیان فرمائیے آپ نے فرمایا ان کا رنگ ہم جیسا ہوگا اور ہماری زبان بولیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اﷲ اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ((تلزم جماعة المسلمین وامامھم))جماعة المسلمین اور ان کے امام کے ساتھ چمٹے رہنا،میں نے کہا اگر جماعة المسلمین اور ان کا امام نہ ہو؟تو فرمایا:تو ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا خواہ تم کو مرنے تک درخت کی جڑچبانی پڑے۔

اس حدیث نے اس بات کی گواہی دے دی ہے کہ فتن کے وقت جہنم کے

دروازے کی طرف بلانے والوں کے وقت میں علماء کی جماعت فرماتی ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ ہوجانا جو ایک قریشی امام کی بیعت پر جمع ہوگئے ہوں اور ہر اس شخص پر واجب ہے جس نے اس کی امامت کے منعقد ہونے کا سنا ہو وہ اس امام کے ہاتھ پر بیعت کرے اس کی اطاعت کرے اور اسی کے ساتھ لزوم کرے تاکہ وہ شخص جماعۃ المسلمین میں شامل ہوجائے ، لیکن اگر کوئی شخص امام کی بیعت نہیں کرتا ہے تو وہ شخص مسلمانوں کی اجتماعیت میں اپنے آپ کو شامل نہیں کررہا ہے اور ایسا شخص گناہگار ہے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قتال کرتا رہے گا اور وہ اپنے مخالفین پر غالب رہے گا یہاں تک کہ اُن کے آخری لوگ مسیح الدجال سے جنگ کریں گے۔ امام مسلم نے اس حدیث کو کتاب الایمان میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا یوم قیامت تک پس عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے ان کا امیر ان سے کہے گا آئیے نماز پڑھائیے عیسیٰ علیہ السلام اس امیر سے فرمائیں گے تم نماز پڑھاؤ کیونکہ اللہ نے اس امت کی عزت افزائی کی ہے تم میں سے بعض کو بعض پر امراء بنا کر۔

اس حدیث سے دلالت کی وجہ یہ ہے یہ امام اور خلیفہ شام میں ہوگا۔ اور شام ہی میں اسلام کا جھنڈا عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے کیا جائے گا اور وہ شخص شام میں امیرالمومنین ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے فرمان کے مطابق ایسا ہی ہے (فیقول امیرھم) کہ ان کا امیر حضرت عیسیٰ ابن مریم سے کہے گا۔ مسلمانوں غور کرو اور پوچھو ان لوگوں سے جو تمہیں تفرق کی طرف دعوت دے رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ امیر جو اس وقت شام میں مسلمانوں کو امیر ہوگا کیا اس کے ہاتھ پر تمام شامیوں عراقیوں سمیت پوری دنیا کے مسلمانوں نے بیعت کی ہوگی یا صرف مجاہدین کے ایک جھتے یا ایک مختصر گروہ نے بیعت کی ہوگی؟؟ جیسا کہ جیل میں موجود اور جیل سے رہا کئے گئے افراد یہ شور اور غوغا مچارہے ہیں کہ ہم سے نہیں پوچھا ، ہم سے نہیں پوچھا ، ہم سے مشورہ نہیں لیا ، چونکہ ہم نے بیعت نہیں کی ہے لہٰذا یہ بیعت باطل ہے۔ ذرا غور کرو کس قدر غربت ہوگی یہ امیرالمومنین اور مجاہدین ایک پہاڑ پر ہوں گے اور شدید محاصرے کی صورت میں ہوں گے دجال نے ان کا محاصرہ کیا ہوگا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام اس امیر سے فرمائیں گے نہیں تم ہی نماز پڑھاؤ تم میں سے بعض بعض کا امیر ہے اللہ نے اس امت کو اس بات سے عزت بخشی ہے۔ اور پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ پر غور کرلو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے ، یہ اس بات کی دلالت ہے کہ خلافت کا قیام شام میں ہوگا ، اور چونکہ اس وقت امیرالمومنین ابوبکر الحسینی الہاشمی القرشی کی بیعت شام میں ہوئی ہے تو یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے اسی منظر نامے کی جانب رواں دواں ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے آپ عنقریب دیکھیں گے کہ خلفاء کی بیعت ہوتی رہے گی یہاں تک وہ خلیفہ مقرر ہوجائے گا شام کی اسی مقدس سرزمین پر جو عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرے گا اور ان کے حوالے

مسیح الدجال سے قتال کا جھنڈا مرحمت فرمائے گا۔ اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طائفہ منصورہ کا مقام اور اس کی حدود بیان کی ہیں کہ وہ شام میں ہوگا تو اس کی قیادت کی جگہ کو شام میں محدود کردیا ہے کہ وہی امام ہے جو اس وقت شام میں موجود ہے وہی ہے طائفة المنصورہ جس کی طرف عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے یہی طائفہ منصورة ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ توحید خالص پر عامل ہوگا۔

فإمرة أمير المؤمنين على هذه الأمة هي تكرمة لها لأن قيادات الأمة السابقة كانت في أنبيائها أما قيادة هذه الأمة بعد وفاة نبيها فهم بالخلفاء.

امیرالمومنین کی امارت اس لئے قابل تکریم گردانی گئی ہے کہ سابقہ انبیاء کی قیادت انبیاء ہی کرتے تھے لیکن اس امت کی قیادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء نے کی ہے۔

اب اس قابل تکریم چیز کو چھوڑ کر فرقہ پرستی تنظیم سازی حزبیت کا نظریہ اختیار کیا جارہا ہے اور امت کو بھی اس کے اختیار کرنے کا مشورہ دیا جارہا ہے۔ اب مسلمان فیصلہ کرلیں کہ عزت والا راستہ اختیار کرنا ہے یا ذلت والا راستہ اختیار کرنا جس کی طرف دعوت جہنم کے دروازے پر کھڑے ہوئے لوگ دے رہے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمادیا ہے۔

وفي رواية من حديث أبي هريرة (قال صلى الله عليه وسلم كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم)، وجه الدلالة أن عقدة الخلافة في الشام وبيعة أمير المؤمنين أبي بكر الحسيني الهاشمي القرشي وسوف تترى البيعات خليفة وراء خليفة حتى يُسلَّم الخليفة الذي يلتقي عيسى بن مريم الراية في قتال المسيح

الدجال والرسول صلى الله عليه وسلم ربط هذه الطائفة المنصورة وحدد مكانها أنها في الشام وحدد قيادتها أنه الإمام وأنها منصورة إلى أن يأتي عيسى عليه الصلاة والسلام قائماً بأمر الله على التوحيد الخالص.

تمام نصوص اس بات کی طرف آئی ہیں کہ وہ امام شام میں ہوگا افغانستان میں نہیں ہوگا۔اور یہ شرط موجود ہے کہ وہ امام قریشی ہوگا اور ملا عمر قریشی نہیں ہیں اس لئے ابوبکر بغدادی الحسینی القریشی کے مدمقابل ان کی بیعت مسترد کی جائے گی کیونکہ شریعت ہمیں قریشی خلیفہ اور امام کی بیعت کرنے کا حکم دیتی ہے۔

مسلمانو! اس بات پر اچھی طرح غور وفکر کرلو ہم کسی پر کوئی فتوی صادر نہیں کررہے ہیں بلکہ ہم اعمال کا موازنہ کررہے ہیں کہ القاعدہ اور طالبان نے آج تک کتنے شرک کے اڈے تباہ وبرباد کئے ہیں؟؟ جبکہ خلافۃ الاسلامیہ نے اپنے کنٹرول والے علاقوں میں شرک کے اڈوں کو ملیا میٹ کرکے رکھ دیا ہے۔ القاعدہ اور طالبان نے شرک کے ان اڈوں کے بارے میں جو رویہ اختیار کررکھا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے اور خلافۃ الاسلامیہ نے ان شرک کے اڈوں کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا ہوا ہے وہ بھی آپ کی آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگالیں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کس کی طرف نازل ہوں گے۔ ان کی طرف جو توحید خالص پر ببانگ دہل عمل کررہے ہیں اور اس بارے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کررہے ہیں ، اور مرتدین اور مشرکین کے بارے میں جو جراءت مندانہ فیصلے کررہے ہیں۔

عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ان لوگوں کی طرف نظریں بھی اٹھا کر نہیں دیکھیں گے جنہوں نے امریکی حربیوں کو رہا کیا ، مرتدین کو رہا کیا ، حربی

اقوام متحدہ کے فوجیوں کو رہا کیا انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ، اقوام متحدہ الملحدۃ سے فریاد کی کہ وہ ان کا نام دہشت گردی کی فہرست سے نکال دیں ، حربی امریکی قیدیوں کو اس لئے رہا کیا کہ وہ امریکہ ان سے راضی ہوجائے۔ کیا یہی وہ القاعدہ ہے جو کہتےۂ تھی کہ امریکیوں کے قتل کرنے کے بارے میں کسی سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ؟؟؟؟؟؟؟؟؟

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مضمون کو مسلمانوں کے نفع بخش بنادے اور اس میں ہونے والی کمیوں اور کوتاہیوں سے ہمیں اور تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

ابوعائشۃ المہاجر اخوکم فی اللہ